سید مودودی کی آغوش تربیت میں پروان چڑھے اور جنھوں نے اسلوب کی خوب صورتی اور استدلال کی قوت کو یک جا کرتے ہوئے ٹھوس علمی موضوعات پر انتہائی وقیع سرمایہ علم تخلیق کیا۔ پروفیسر عبدالحمید صدیقی نے ماہنامہ ترجمان القرآن کے اشارات و مقالات کو ایک نیا رنگ دیتے ہوئے حیات اجتماعی کے گوناگوں مسائل پر اتنا قابل قدر اور معتبر مواد فراہم کیا جو ایک طویل عرصے تک طالبان علم کی رہنمائی کرتا رہے گا۔

''تعلیم'' پروفیسر صاحب کا خصوصی موضوع ہے۔ انھوں نے اسلامی نظام تعلیم کے بنیادی اجزا کا تعین کرنے اور ان اجزا کی تحقیقی صورت گری کے حوالے سے، عہدنو کے مسائل سے ہم آہنگی کو خاص طور پر پیش نظر رکھا ہے۔

علم اور تعلیم کا عمل انسانی زندگی کا وہ بنیادی اور دائمی وظیفہ ہے جو بہرطور قیامت تک جاری رہے گا۔ علم کی ترویج اور تسلسل کے حوالے سے جدید ذرائع، نئے میکانکی اور تدریسی عوامل، نئے تقاضے اور نئے وسائل سامنے آتے رہیں گے۔ انسانی زندگی کے ارتقا اور سائنس کی پیہم نمو کے باعث نئے علوم بھی متشکل ہوتے رہیں گے لیکن حیات انسانی کے باطنی، اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کے اعتبار سے علم کی ایک متعین صورت ہمیشہ جوں کی توں موجود رہے گی۔ انسان کچھ بھی بن جائے وہ بنیادی طور پر انسان ہے اور علوم جدید پر اس کی دسترس کے باوجود اس کی انسانیت کا تحفظ، دراصل اس جوہر تخلیق کا تحفظ ہے جو خالق کائنات نے اسے تفویض کیا ہے۔ یہ جوہر ہی انسانیت کی بقا اور اس کے حقیقی ارتقا کا ضامن ہے۔ اس حوالے سے ہمیں اسلام کے ان ارفع مبادی کی طرف رخ کرنا پڑتا ہے جو اسلامی ہدایات سے منور ہیں اور جن کو اپنا کر ہی انسان اس کرۂ ارضی میں ایک برتر مخلوق کی حیثیت سے اپنا کردار متعین کرسکتا ہے۔

مقالات تعلیم میں اسلامی نظام تعلیم بالخصوص دینی مدارس کے حوالے سے ایسا مواد شامل ہے جو تعلیم کے میدان میں کام کرنے والوں کی بھرپور رہنمائی کرتا ہے۔ موجودہ حالات میں یہ بحث ایک بار پھر اٹھ کھڑی ہوئی ہے کہ دینی مدارس کا کردار کیا ہونا چاہیے اور جدید علوم کی یلغار میں ان روایتی مدارس کو کس نوع کی تعلیم دینی چاہیے۔ تعلیم کے موضوع پر پروفیسر عبدالحمید صدیقی کی کچھ تحریروں پر مشتمل یہ مجموعہ ارباب اختیار کو غوروفکر کی دعوت دیتا ہے۔ (ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی)

مولانا مودودی کا سفر سعودی عرب، خلیل احمد حامدی، مرتب: اختر حجازی۔ ناشر: ادارہ معارف اسلامی، منصورہ، لاہور۔ صفحات: ۱۵۷۔ قیمت: ۶۰ روپے۔

استاذ خلیل احمد حامدیؒ (م: ۱۹۹۴ء) بڑے باصلاحیت اور ذی علم انسان تھے۔ انھوں نے تحریک

اسلامی کے پیغام کو بلادِ عرب وافریقہ میں پھیلانے کے لیے شبانہ روز کام کیا۔ عربی زبان وادب پر وہ اہل زبان کی سی گرفت رکھتے تھے۔ خطابت وانشا میں کمال درجے کی قدرت کے مالک تھے۔ داعی تحریک اسلامی، مولانا مودودیؒ کے دست راست کی حیثیت سے وہ مختلف اسفار میں مولانا مودودیؒ کے ہم رکاب رہے۔

حامدی صاحب ان اسفار کی مختصر روداد یں اشاعت کے لیے دے دیا کرتے تھے۔ یہ ۱۹۸۳ء کی بات ہے، تبصرہ نگار نے ایسی تمام سفری روداد یں ایک ترتیب کے ساتھ استاذ مرحوم کی خدمت میں پیش کیں، تاکہ وہ اپنی ڈائریوں کی مدد سے مکالمات کو زیادہ تفصیل سے مرتب کر دیں اور اشخاص و واقعات کا مختصر پس منظر بھی واضح کر دیں۔ حامدی صاحب نے اس ضخیم مسودے پر گرم جوشی سے کام شروع کر دیا تھا مگر افسوس کہ وہ مکمل نہ ہوسکا، تاہم ایسے ہی اسفار کا ایک حصہ اختر حجازی نے موجودہ کتابی شکل میں پیش کیا ہے۔

استاذ خلیل احمد حامدیؒ نے اپنے وسیع مطالعے کی بنیاد پر: تاریخ، ادب، مشاہدے اور جذبے کو اس تحریر میں سمو دیا ہے، مثلاً انھوں نے سعودی سرزمین پر امریکی کمپنیوں کی تلاشِ تیل کی سرگرمیوں کے نقطۂ آغاز کو مختصراً (ص ۵۲-۶۳) بیان کیا ہے۔ ۱۹۶۰ء کی اس تحریر میں یہ بھی بتایا ہے: ''آرامکو (امریکی تیل کمپنی) کی جس کائنات کا ہم تذکرہ کر رہے ہیں، اس کی حیثیت ایک مستقل ریاست کی ہے۔ اگر امریکہ کی ۴۸ ریاستیں امریکہ میں پائی جاتی ہیں تو سعودی عرب کا مشرقی صوبہ امریکہ کی ۴۹ ویں ریاست ہے، بلکہ شرق اوسط پر امریکہ کی ۴۸ ریاستیں اس قدر گہرا اثر نہیں ڈال رہی ہیں، جس قدر گہرا اثر یہ ۴۹ ویں ریاست ڈال رہی ہے'' (ص ۶۵)۔ اخوان المسلمون کی خدمات کا تذکرہ ان لفظوں میں کیا ہے: ''اخوان المسلمون نے اپنی کمزوریوں کے باوجود اس دور میں عرب ممالک کے اندر وہ کام کیا ہے جو زہاد و اتقیا سے بن نہ پڑا۔ طریق انبیا کا نام لے لینا تو بہت آسان ہے، مگر انبیا کی سنت کے مطابق راہ خدا میں جام شہادت نوش کرنے کے لیے کتنے مدعی تیار ہوں گے؟'' (ص ۴۳)۔ ایک ہم وطن پاکستانی دوست کو وہاں سعودی لباس میں دیکھ کر اپنے احساسات کو اس طرح بیان کیا: ''اگر پاکستانی لباس، اہل نجد کی نگاہ میں کھٹکتا ہے تو ان کے دل سے اس کھٹک کو پوری قوت کے ساتھ دُور کرنا چاہیے۔ کوئی قوم اپنے لباس کو دوسروں کی نگاہ میں معزز بنانا چاہتی ہو تو پہلے اسے خود اُس کا احترام کرنا ہوگا'' (ص ۸۰)۔ شاہ سعود نے جب مولانا مودودیؒ سے ملاقات کی تو اس وقت مجلس پر بھرپور شاہی کروفر اور دبدبہ چھایا ہوا تھا۔ حامدی صاحب نے ملاقات کا تاثر معلوم کرنے کے لیے مولانا سے پوچھا تو، مولانا مودودی نے فرمایا: ''میں ظاہری نمود ونمایش کے جال میں کبھی نہیں آسکتا۔ [البتہ] علمی خدمت وتعاون ہر موقع پر کرنے کے لیے تیار ہوں''۔ (ص ۹۰)

کتاب میں اس نوعیت کے دلچسپ مشاہدات، مکالمات اور حوالہ جات جگہ جگہ سامنے آتے ہیں۔